تنقیدی جائزہ

قسط ۴

ادارۂ تحقیقات اسلامی کا
ماڈرن اسلام
ایک نظر میں

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، احیاء العلوم، ماڈرن کالونی لائلپور
رکن اعزازی ادارۂ الحق

۸۔ عقاید اسلامیہ اور مسائل اجماعیہ

۱۔ فقہ و عقاید کے اعتبار سے شریعت اسلامیہ کا المیہ | اب ان اسلامی عقاید اور اجماعی مسائل پر غور فرمایا جائے جن کو ادارۂ تحقیقات نے بگاڑا ہے ـــــ "ہم نے اب تک جتنی مثالوں کا انتخاب کیا ہے وہ قانونی و اجتماعی معاملات کی ہیں، لیکن عقاید کا دائرہ بھی ان سے کچھ کم نہیں ہے" (گویا مسلمانوں کا نہ صرف یہ کہ نظام قانون، نظام اجتماع، اور نظام معاملات غلط ہے، بلکہ نظام عقاید بھی) (فکر و نظر جلد ۷، ص ش ۱)

۲۔ اسلامی عقائد اور دور جدید | "دنیا کے متعلق جدید آدمی کا جو تصور ہے، باوجود ان تمام اختلافات کے جو اس میں پائے جاتے ہیں، وہ قرون وسطیٰ کے نقطۂ نظر اور روائتی طرز فکر سے مختلف ہے، سند کو مان لینا، اور خوش اعتقادی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، اور یہ سکہ جدید دنیا میں اب چالو نہیں رہا" (مطلب یہ کہ دین اسلام کا مدار نقل اور سند پر ہے، اور دور جدید کی مسخ شدہ عقلیت کو "سند" کے مان لینے سے "خوش اعتقادی" کا جن چھو جاتا ہے، اس لئے "اسلام" دور جدید کے لائق شان نہیں رہا، یہ ہے اصل تحقیق اسلامی) (حوالۂ بالا ص ۲۱)

۳۔ معراج نبوی | "معراج نبوی جو متواترات دین سے ہے، اس کے بارے میں فرمایا جاتا ہے یہ ایسی توہم پرستی کی جس کا قرآن مجید سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، ایک مثال ہے" (حوالہ بالا)

۴۔ معجزات نبوی | سب دنیا جانتی ہے کہ معجزہ صداقت نبوت کی برہان ہوتا ہے۔ خود قرآن مجید میں بیسیوں معجزات اور آیات بینات کا ذکر موجود ہے، جو انبیاء علیہم السلام کو دئے گئے۔ لیکن

تحقیقاتی ادارہ کے ڈاکٹر صاحبان کا فتویٰ یہ ہے کہ " غرض قرآن مجید کی واضح تعلیمات کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کثیر التعداد معجزات منسوب کرکے آپ میں ایک حد تک شانِ ایزدی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی " (حوالۂ بالا)

۵۔ مسئلۂ شفاعت | اسی طرح مسلمانوں کے ہاں شفاعت کے مشہور عام عقیدہ نے جو شکل اختیار کی، وہ عیسائیوں کے کفارہ کے عقیدہ کا جواب تھا " (گویا مسلمانوں کے عقاید کافروں سے اخذ کردہ ہیں۔) (حوالۂ بالا)

۶۔ مسئلۂ کرامت | "جب آپ سند کو مانتے ہیں تو اس کا نتیجہ لازماً خوش اعتقادی ہوتا ہے۔ اور خوش اعتقادی ہی اصل مورث ہے ہر قسم کے جادو، ٹونٹکے پر یقین کرنے، کرامات پر زور دینے اور تعویذی شکل میں روحانی شعبدہ بازی کی " (حوالۂ بالا)

۷۔ اسلام کا نبی اساطیری رنگ میں | " نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اساطیری رنگ میں پیش کرنے کا یہ عمل، جس کا مصدر و منبع ایک سے زیادہ عناصر تھے، " راسخ العقیدہ گروہ " بھی برابر اس میں شریک رہا اور اسے اس نے قبول کیا۔ (حوالۂ بالا)

۸۔ عقیدۂ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام | " یہ عقیدہ عیسائیت سے مستعار لیا گیا تھا اور کچھ عرصہ بعد اہل السنت والجماعت کے عقاید کا جزو بن گیا " (جلد ۱ ش ۱۲ ص ۱۱)

۹۔ آمد مہدی علیہ السلام | اسکی دوسری شکل وہ تھی جس نے شیعی حلقوں میں جنم لیا، اور شروع کے صوفیا کی کوششوں سے اہل السنت والجماعت کے عقاید میں جگہ پائی، یہ تھا مہدویت کا عقیدہ، (حوالۂ بالا)

۱۰۔ ایمان ذکل کا عقیدہ | (اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ آدمی جب تک ضروریات دین کا قائل ہو صرف گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔) " یہ ایک انتہا پسندانہ اقدام تھا، بالآخر یہ اخلاقی لحاظ سے یہ خودکشی کا سا فعل ثابت ہوا، یہ عقیدہ، یعنی عقیدہ استحقاقِ نجات یہ ایمان کا عین میں چہ بن گیا "

(جلد ۱ ش ۱۰ ص ۹)

۱۱۔ نماز روزہ دیگر احکام قدامت پرستی کے اطوار | " جب شریعت کے پاسبانوں نے معاشرتی اور اعتقادی پہلو کو نظرانداز کر دیا، نماز روزہ اور دیگر احکامات جو روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کیلئے تھے محض قدامت پرستی کے رسمی اطوار میں بدل گئے " (فکرونظر جلد ۲ ش ۲ ص ۹۱)

۱۲۔ ارکانِ اسلام کا استہزا | " اسلام کے پانچ ستون " گنائے گئے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے لئے فرش کون سا ہے، دیوار کونسی ہوگی، اور چھت کونسی ہوگی، یہ سوالات نہ تو پوچھے جاتے ہیں، نہ

ان کا کوئی جواب دیتا ہے ، دیوار ، فرش اور چھت کا ذکر سننے ہی میں نہیں آتا ، جب سنتے ہیں صرف "ستون" ہی کا نام سنتے ہیں " ملخصاً (حوالۂ بالا)

۱۳- زکوٰۃ ٹیکس ہے ، اس کا بدلنا ضروری ہے ، ورنہ سیکولرزم کا خطرہ ہے . (فکر و نظر جلد ۲ ش ۴ ص ۲۳۵ و جلد ۲ ش ۱ ص ۱۷)

۱۴- سود حلال ہے . | " قرآن کے زمانہ نزول میں صرف وہی جاہلی سود رائج تھا کہ جس سے راس المال کی مقدار " دو چند سہ چند " بڑھ جاتی تھی ، اس چند در چند سود کے عمل کی وجہ سے ربوٰا کو حرام کر دیا ، ورنہ "مفرد سود" کو حرام نہیں کہا ." (گویا ۱۰۰ سو روپے پر اگر ننانوے روپے ننانوے پیسے سود لیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ " دو چند " نہیں ، البتہ اگر اس پر ایک نئے پیسے کا اضافہ کر لیا گیا تو چونکہ یہ دو چند ہو گیا . اس لئے ایسا کرنے والے کو خدا اور رسول سے جنگ کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے .) (فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۵۷)

۱۵. شراب حلال ہے | ادارہ کے سربراہ کا مشاورتی کونسل سے اختلافی نوٹ ملاحظہ کیجئے .

۱۶. شراب کے بارے میں صحابہ کی غلطی | " خمر کے بارے میں تو قرآن کا واضح حکم نازل ہو گیا ، لیکن دوسرے مشروبات کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں ہوا ، چنانچہ بعض صحابہ (؟) نے خود ہی قیاس کرتے ہوئے دوسرے مشروبات بھی لنڈھا دئے ، ان میں " الفضیخ " قابل ذکر ہے ." (صحابہؓ کی "قیاس آرائی" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا قابل غور ہے) (جلد ۴ ش ، ص ۲۲)

۱۷. اگر حکومت سودی کاروبار کی متولی ہو تو وہ ہر طرح جائز ہو جائے گا . | " اگر حکومت تجارتی سود کا تمام نظم اپنے ہاتھوں میں لے لے تو میرے خیال میں اس کے جواز کی گنجائش موجود ہے ، کیونکہ فقہ کا اصول ہے " لا ربوا بین المولیٰ وعبدہ " " آقا اور غلام کے درمیان سود جائز ہے ." حکومت اور رعیت کے تعلق کو بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے ." (لیجئے " دو چند سہ چند " کا فلسفہ بھی دھرا رہ گیا ، حکومت اس " مقدس کاروبار " کو تو کرنے لگے تو بلا کسی شرط اور قید کے " جواز کی گنجائش " نکل آئی . پھر فقہی عبارت کے ترجمہ اور اس پر قیاسی عمارت کا جو تحقیقی شاہکار پیش فرمایا ہے . کون کافر ہوگا جو اسکی داد دئے بغیر رہے . ع
ایں چنیں ارکان دولت " ملک را ویراں کنند) (فکر و نظر جلد ۴ ش ۱ ص ۵۷)

۱۸. صغر سنی کی شادیاں ناجائز | " قرآن کی نص صریح نکاح کیلئے بلوغ کو شرط قرار دیتی ہے ، اس لئے اس کے جواز پر اتفاق کنندگان کو تحریف قرآن بلکہ تحریف سے بھی کچھ زیادہ سخت جرم کے مجرم قرار دینا چاہیئے " ملخصاً (یہ مجرم صحابہ کرام سے لیکر اب تک کے تمام علمائے امت ہیں باستثنائے بعض

اقوالِ شاذہ ، بعید نہیں کہ فردِ جرم عائد کرنے والے کے بعض آباء و اجداد نے بھی کسی وقت اس "ناجائز فعل" کی غلطی جائز سمجھ کر کرلی ہو ، اس صورت میں کیا کچھ نسبی الجھن پیدا ہوسکتی ہے۔ ؟)

(فکر و نظر جلد ۱ ش ۸، ص ۴۲)

صغر سنی کے نکاح کا جواز عجمی اثرات کا نتیجہ ہے

۱۹۔ "چونکہ تدوینِ فقہ کے دور میں بیشتر علمی مسندوں پر عجمی علماء اور ائمہ قابض ہوچکے تھے ، اور چونکہ ان کے اذہان اس "عجمیت" کی وجہ سے وراثتی طور پر صغر سنی کی شادیوں سے مانوس تھے اس لئے انہوں نے اسکی جرح و تنقید کئے بغیر اس حماقت کے جواز کا فتویٰ صادر فرمادیا ، ورنہ اگر وہ جرح و تنقید فرماتے تو کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اس تک ان کی رسائی نہ ہوسکتی " ملخصاً (فکر و نظر جلد ۱ ش ۸ ، ص ۴۹ - ۵۲) (یہ لطیفہ ایسی منطق ائمہ اربعہ میں سے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرضاً جاری کر لیجئے ، لیکن امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا منطق ہوگی ۔ ؟)

۲۰۔ مسئلہ تعدد ازدواج "قرآن حکیم نے چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دے دی ہے ، اور (ساتھ ہی) یہ ارشاد فرمایا ہے کہ عام حالات میں الف :۔ ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی کا ہونا ہی "مثالی حیثیت" رکھتا ہے۔ مگر چونکہ عرب معاشرے میں تعدد ازدواج کی جڑیں گہری تھیں ، اس لئے اس وقت کے معاشرے کے ساتھ مصالحت کرنے کیلئے قرآن نے قانونی سطح پر تعدد ازدواج کو ممکن حد تک تحدید اور پابندیوں کے ساتھ قبول کرلیا۔ اور یہ صراحت بھی کردی ، کہ "مثالی اخلاقی معاشرہ" وہ ہے جس میں ایک مرد کی ایک ہی بیوی ہو ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو تھی کہ مسلمان اس معاشرے کو تدریجاً اپنائیں گے ، بہرحال تاریخی لحاظ سے ہوا اس کے برعکس ۔ (کیوں کہ) رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد وسیع پیمانے پر مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں ، جن کے نتیجہ میں مسلم معاشرے میں بہت بھاری تعداد میں باہر سے عورتیں اور لونڈیاں آئیں ، اور یہ چیز اس معاملے میں قرآن مجید کے اصل مقصد کیلئے رکاوٹ بن گئی "

(حاصل یہ کہ اسلام کی پوری تاریخ میں بشمول دورِ نبوی نہ ادارۂ تحقیقات کا "فرضی مثالی اخلاقی معاشرہ کبھی قائم ہوا ، نہ تمنائے نبوی بر آئی ، نہ قرآن کا اصل مقصد کبھی پورا ہوا ، بلکہ اسلامی فتوحات اس کے لئے رکاوٹ بنتی چلی گئیں ، انا للہ وانا الیہ راجعون) فکر و نظر جلد ۴ ش ۱ ص ۲۰

ب :۔ "سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اب تک کے تمام اکابر و اسلاف نے چودہ سو سال تک متواتر تعدد ازدواج پر عمل کیا ، لیکن کسی نے اسے "سنت"

تو نہیں کہا، تو آج ہمیں کیا حق ہے کہ ہم ان حضرات کے علی الرغم اسے سنت قرار دیں " (واقعی اس بدیع نکتہ تک کسی کا ذہن پہنچا ہی نہیں، ورنہ اس تحقیقِ اسلامی کے بعد کس نے مجالِ دم زدن رہ سکتی ہے۔) فکر و نظر جلد ا ش ۱۱ ص ۱۴

ج ۔ تعدد ازواج کے لئے سنت کی جنتری میں کوئی گنجائش نہیں ۔ (حوالۂ بالا ص ۱۶)

د ۔ تعدد ازواج قانونِ تخلیق کے منافی ہے ۔ ص ۱۸

ہ ۔ "یہ مشہور بات کہ اسلام عام حالات میں تعدد ازواج کا حامی ہے، ایک ایسی تہمت ہے جس کا قرآنِ حکیم متحمل نہیں " (فکر و نظر جلد ا ش ۱۲ ص ۲۰) (لیکن اس کا کیا علاج ہے، کہ یہ فرضی تہمت خود قرآن کی "قانونی سطح" اور تاریخ اسلام کے تسلسل نے لگائی جیسا کہ اقتباس (الف) میں اس کا اقرار خود تحقیقاتی ادارہ تہمت تراشوں نے بھی فرمالیا ہے، این گناہیست کہ در شہر شما نیز شود)

ز ۔ واقعہ یہ ہے کہ تعدد ازواج کا مفہوم آیت "مثنیٰ وثلث وربٰع" سے جن حضرات نے اخذ کیا، (اور وہ پوری امت ہے) اس میں ان کا کوئی قصور نہیں، قصور اس اصول شکنی کا ہے، جو اس سلسلہ میں سرزد ہوگئی ہے " (پس بیچارے مفسرین اور تمام علماء امت جو نہ تو اس اصول کو سمجھ پائے جس کا لحاظ یہاں ضروری تھا، نہ انہیں اتنی عقل آئی کہ یہاں کوئی اصول ٹوٹ تو نہیں رہا۔ وہ تو بلاشبہ بے قصور ہیں۔ البتہ "اصول شکنی" کو تختۂ دار پر کھینچنا چاہیے، کہ وہ آپ سے آپ اس آیت میں کیوں گھس آئی ۔) فکر و نظر جلد ا ش ۱۲ ص ۳۴

۲۱۔ مسئلہ طلاق | قرآن کریم کی رو سے طلاقیں صرف تین مرتبہ الگ الگ وقفہ کے ساتھ ہوسکتی ہیں۔ اور ایک عدت کے شروع ایک طلاق ہوسکتی ہے " فکر و نظر جلد ۲ ش ۴ ، ص ۲۲۴

ب ۔ "قرآن کریم کی رو سے کئی کئی طلاقیں (دو یا تین) ایک وقت میں نہیں دی جاسکتیں، اور نہ مختصر وقفوں کے ساتھ ہی (ایک ایک طہر میں ایک ایک طلاق کر کے) دی جاسکتی ہیں، یہ صورت (جسکے اکثر ائمہ دین، صحابہ و تابعین قائل ہیں ادارۂ تحقیقات کے بقول) قرآنی حکم کو پامال کرنے اور اس کے استخفاف اور استہزا پر مشتمل ہے " فکر و نظر جلد ۲ ش ۴ ، ص ۲۲۴

ج ۔ "تمام صحابہ و تابعین، اور ائمہ فقہاء نے بالاتفاق (سوائے امام شافعیؒ) بیک وقت دو تین طلاقیں دینے کو حرام، ممنوع، اور ناجائز کہا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی اکثریت قائل ہے۔ کہ باوجود حرام، ممنوع اور ناجائز ہونے کے اگر کوئی شخص ایسی حماقت کر بیٹھے تو تین طلاقیں نافذ ہوجاتی ہیں، اور بیوی مغلظ طور پر اس کے لئے حرام ہوجاتی ہے " جلد ۲ ش ۴ ، ص ۲۲۵

د۔ "اکثریت کا یہ فیصلہ کیوں ہے ۔؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی فیصلہ ثابت نہیں، اس سلسلہ کی تمام روایات ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ البتہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ سے یہ فیصلہ ثابت ہے، لیکن ان کا یہ فیصلہ (جو ادارۂ تحقیقات کی نظر میں قرآنی روح کو پامال کرنے اور اس کے استخفاف و استہزا پر مشتمل ہے۔) وقتی ضرورت اور ہنگامی مصلحت کے ماتحت تھا، اور صحابہؓ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کا فیصلہ دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کے ماتحت تھا، چونکہ وہ ضرورت اور مصلحت اب باقی نہیں رہی۔ اس لئے ہمیں شریعت اسلامی کے "اصل حکم" کی طرف لوٹنا چاہیئے " (اور حضرت عمر، صحابہ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کے فیصلہ پر عمل کر کے قرآنی روح کو پامال کرنے اور اس کے استخفاف و استہزا کی مزید غلطی نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ اس بارے میں اقوالِ شاذہ کو لیکر مسلم فیملی لاز کی روح کو خوش کرنا چاہیئے، اور تین طلاق سے مغلظ عورتوں کو جو صحابہ، تابعین اور ائمہ فقہاء کی اکثریت کے نزدیک قطعی حرام ہو جاتی ہیں، بدستور ان کے طلاق دینے والوں کے پاس قانوناً ٹھہرا کر حرامکاری کا "شرعی جواز" ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور منصوبہ بندی کے طفیل بن باپ کے بچوں کی تعداد میں جو کسر رہ جانے کا اندیشہ ہے اسے یوں پورا کرنا چاہیئے۔ ناقل) فکر و نظر جلد ۲ ش ، ص ۲۲۶

۲۲۔ بیٹے کی موجودگی میں پوتے کی میراث | بیٹے کی موجودگی میں پوتے کا وارث نہ ہونا اگرچہ اس کے خلاف پوری امت میں سے کسی کا معتدبہ قول منقول نہیں، مگر چونکہ یہ بھی علم نہیں کہ "اس اجماع" کا اعلان

الف۔ کب اور کس جگہ کیا گیا تھا، اور بعض لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن وحدیث کی کس "نص" سے مستنبط ہے۔ اس لئے یہ اجماع حجت نہیں، بلکہ اسے اسبابِ تحریف میں شمار کیا جائے گا۔ (اور فرض کیا جائیگا کہ اس مسئلہ کو اپنا کر امت "دینی تحریف" کا فریضہ انجام دیتی رہی، خیرِ امت اور امت وسط کا یہی مفہوم ہوگا؟ ناقل) فکر و نظر جلد ۳ ش ۴ ص ۳۰۹ - ۳۱۰

ب — "واقعہ یہ ہے کہ ہمارا علم و تفقہ اپنی پوری بے مائیگی کے ساتھ اس علم و تفقہ کا پاسنگ بھی نہیں۔ جو ہمارے فقہاء کرام کا حصہ تھا، لیکن وہ حضرات بہرحال انسان تھے، فرشتے اور معصوم نہیں تھے۔ (پوری امت اور امت کے علماء و فقہاء مگر فرشتے اور معصوم نہ تھے بلکہ انسان ہی تھے۔ تو ان کے اجماعی مسائل کے ٹھکرا دینے والوں کو وحی، ملکیت اور عصمت کا پروانہ کب سے مل گیا، چودہ سو سالہ کروڑوں سلف صالحین کو غلط کار، نافہم، منشائے قرآن و نبوت تک رسائی سے محروم اور تحریف کے مجرم قرار دینے کی نسبت ہمارے سے "مجتہدانِ عصر حاضر" کو نادان فرض کرلینا کیا

مشکل ہے۔ ؟ ورنہ " ویتبع غیر سبیل المومنین " کا مصداق کیا ہوگا ۔) فکر و نظر جلد ۳ ش ۴ ص ۳۱۱

ج ۔ " فقہ کے حجب حرمان کا اصول الاقرب فالاقرب غلط ہے " ملخصاً ۔ جلد ۳ ش ۴ ص ۳۱۲

د ۔ " یہ الاقرب فالاقرب کا اصول قرآنی آیت مما ترک الوالدان والاقربون سے مستنبط فرض کیا جاتا ہے ۔ لیکن اول تو یہ استنباط صحیح نہیں ۔ فقہائے کرام اول تو الاقربون کے مفہوم ہی کو نہیں سمجھ پائے ، ثانیاً ہمارے فقہائے کرام نے یہ اصول تو مستنبط فرمالیا ، لیکن اس میں انہوں نے کسی باقاعدگی کا لحاظ نہیں رکھا ۔ جہاں جی چاہا اسے نافذ کر دیا ، اور جہاں ان کا جی چاہا اسے نظر انداز کر دیا " (گویا اول تو یہ تمام فقہائے کرام استنباط صحیح کی نعمت سے بے بہرہ تھے ، پھر اس کے مواضع استعمال سے بھی ناواقف ، بلکہ اس کے نفاذ کا تمام قصہ صرف " جہاں جی چاہا " کے اصول پر مبنی ہے ۔ معاذ اللہ ۔ ناقل) جلد ۲ ش ۶ ص ۴۰۰

ہ ۔ " لہٰذا ہم نہایت دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں ، کہ یتیم پوتے کی اپنے دادا سے محرومی کسی صحیح بنیاد پر مبنی نہیں " (ہمیں کسی کی " نہایت دیانتداری " پر بحث کا حق نہیں ، البتہ یہ ضرور ہے ۔ کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کی " نہایت دیانتداری " تو صرف پوتے کی میراث سے محرومی کو نہیں بلکہ پورے اسلام ہی کو کسی صحیح بنیاد پر مبنی تسلیم نہیں کرتی ، بلکہ اسلام کے تمام مجموعہ کو قرون وسطیٰ کی پیداوار تصور کرتی ہے ، بعض کی " نہایت دیانتداری " پورے اسلام کو عجمی سازش کہتی ہے ، جن میں خود مقالہ نگار بھی شامل ہیں ، اب کس کس کی " نہایت دیانتداری " پر اعتماد کر لیا جائے ، کیا ابلیس کی " نہایت دیانتداری " کی منطق ہی نے ہمیں سب سے پہلے دھوکا نہیں دیا تھا ۔ ؟ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین ، فدلہما بغرور) فکر و نظر جلد ۳ ش ۶ ص ۷۱۴

۲۳ ۔ مسئلہ غلامی " اور (جو کچھ تعدد ازدواج کے اقتباس الف میں بیان ہوا) یہی غلامی کے مسئلہ میں بھی ہوا ، جسے قانونی سطح پر تو برداشت کر لیا گیا ، لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ایسا اخلاقی محرک بھی عمل میں لایا گیا کہ اس کی وجہ سے یہ ختم ہو جاتی ، اسلامی تاریخ نے اس مقصد کو بھی ناکام کر دیا ۔ اور ظاہر ہے ۔ کہ اس کے تاریخی وجوہ تھے " (یہ وجوہ کچھ بھی ہوں لیکن ادارہ تحقیقات کے ڈاکٹروں نے تاریخ اسلام کے خلاف " قرآنی مقصد کو ناکام کر دینے کی " فرضی فرد جرم " تو مرتب کر ہی لی ۔) فکر و نظر جلد ۲ ش ۱ ص ۲۰

۲۴ ۔ غنا اور سماع (گانا بجانا) الف ۔ غنا اور سماع ۔ راگ گانے اور سننے کی شرعی حیثیت میں دو مسلک ہیں ۔ ایک فقہا کا جو عموماً اسکی حرمت کے قائل ہیں ۔ اور دوسرا محدثین کا جو اسے جائز سمجھتے ہیں ۔ اور اسباب کی تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں " فکر و نظر جلد ۲ ش ۹ ص ۵۶۶

ب ۔ "سماع وغنا کے معاملہ میں فقہاء کی شدت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ایک زمانے میں مسلمانوں میں یہ چیزیں اس حد کو پہنچ گئیں کہ ان سے معاشرہ کی اخلاقی حالت دگرگوں ہوگئی، فقہاء کو "قانون ساز" کی حیثیت سے اس لہو ولعب کے افراط کا تدارک کرنا پڑا ان کے یہ فتاوٰی اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں"۔

(کیا فقہاء کے اس فیصلہ کی کوئی بنیاد قرآن وسنت میں موجود نہ تھی ۔؟ یوں ہی "قانون سازی" کے شوق میں انہوں نے یہ "فتاوٰی" صادر فرما دئے تھے ۔؟ اور کیا آپ کے معاشرہ میں لہو ولعب کے افراط سے معاشرہ کی اخلاقی حالت کچھ کم دگرگوں ہے، کیا مُغَنِّیَات ومَعَازِف نے گھر گھر "ڈوم خانہ" بنا کر نہیں رکھ دیا ۔؟ کیا پھر یہ فتاوٰی اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں ؟ کیا الٰہی منطق اپنے اندر کوئی جان رکھتی ہے ۔ ناقل) فکرونظر جلد ۲ ش ۹ ص ۵، ۵

۲۵۔ حدود اللہ | "حدود کی تفصیلات کا حکم اسلامی حکومت پر چھوڑ دیا گیا، مثلاً شراب کی کونسی قسم حرام ہوگی، کتنی مقدار پینے پر کوئی انسان مجرم ہوگا، اور اس میں کوئی استثناء بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ یا مثلاً چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کتنی مالیت پر جاری ہوگی۔ اور کس قسم کی چوری جرم قرار پائے گی ۔ یہ سب حکومت کی ذمہ داری قرار دے دیا گیا، حدیث میں کچھ تعین کی گئی ہے۔ لیکن تفصیل ہمارے فقہاء نے کی" ملخصاً

(گویا اسلامی حدود فقہاء کی پیداوار ہیں، اور موجودہ دور کے نام نہاد فقہاء ان میں آزادانہ تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔ ناقل) فکرونظر جلد ۲ ش ۹ ص ۶۲

۲۶۔ تصویر اور فوٹو | یہ "غلط تصور کہ" اسلام کا مزاج تصویر اور مصوری کے خلاف ہے ؛ ائمہ مجتہدین

الف ۔ کے نقطۂ نظر کو نظر انداز کر دینے سے پیدا ہوا۔ اس لئے ہمارے یہاں فوٹو کو حرام سمجھا جاتا ہے" ملخصاً

فکرونظر جلد ۱ ش ۱۰ ص ۵۰

ب ۔ "حدیث شریف مذاہب اربعہ، اور دوسرے ائمہ مجتہدین کے اقوال سے صرف ایسی تصویر کی حرمت پر اجماع ثابت ہوتا ہے جس کا سایہ ہو، اگر سایہ نہ ہو تو جائز ہے۔ اور چونکہ فوٹو کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بھی اکثر ائمہ کے نزدیک جائز ہے ۔ (پدر نہ کرد پسر تمام خواہد کرد" ادارہ تحقیقات کی یہ تحقیقاتی مہم جاری رہی تو فقہا کے اقوال سے کیا قرآن مجید سے بھی بر صغیر کا جواز ثابت کر لیا جائے گا، تصویر کے سایہ دار ہونے یا نہ ہونے کی یہ بحث بھی، یقین کرنا چاہئے کہ عبوری قسم کی ہے ۔ جہاں فقہاء کے اقوال سے ہر قسم کا سود جائز کر لیا جائے، وہاں تصویر اور فوٹو کا جواز تو یقیناً آسان چیز ہے ۔) فکرونظر جلد ۱ ش ۱۰ ص ۵۸

۲۷۔ نسلی منصوبہ بندی | "امام غزالیؒ سے لیکر ابن عابدین تک تمام فقہا اور صوفیا اس کے جواز کے قائل

ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر ائمہ مجتہدین کے اقوال پیش کر دئیے ہیں، جس سے شریعت حقہ کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ملحضاً (واقعی بڑا احسان فرمایا کہ عزل کے بارے میں اور کچھ اسقاط کے بارے میں آپ نے اقوال نقل کر ڈالے اور بعض بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کا ذکر بھی فرما ڈالا، لیکن سوال یہ ہے، کہ ۲۹ کروڑ روپیہ صرف کرنے اور مردوں کے ٹیکے لگا لگا کر انہیں ناقابل اولاد کر دینے پر ڈاکٹر اور نامرد ہونے والے دونوں کو بیس بیس روپیہ انعام دینے، اور مستورات کے مختلف قسم کے "غیر فطری" عمل سے رحم کا مونہہ بند کر دینے اور برسر عام اسے ایک مہم کی حیثیت سے اسے پھیلانے، اور قومی ذرائع کافی نہ ہوں تو اس کے لئے غیر ملکی امداد طلب کرنے کی تصریح بھی کتابوں کے کسی گوشے سے ڈھونڈ نکالی ہوتی، یا ہم توقع رکھیں کہ یہ کام "اسلام کے آئیندہ اڈیشن" میں سرانجام پائے گا۔؟ اور کہیں سے یہ عبارت بھی نکال لی ہوتی کہ منصوبہ بندی کی اس "مقدس تحریک" سے پیدا ہونے والے "بن باپ کے معصوم بچوں" کیلئے تربیت گاہیں کھولنے کا منصوبہ بھی عین اسلامی مزاج ہے۔ ناقل) فکر و نظر جلد ۲ ش ۵-۶ ص ۳۲۴

۹۔ پھر بھی دعوٰی ہے کہ مسلمان ہیں ہم

ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کے ملحدانہ نظریات اور بعض صریح کفریات کی کچھ مثالیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں، ہمیں ان پر قطعاً حیرت نہیں، اس لئے کہ ادارہ کے "رجال کار" جس ذہنی فضا، آغوش تربیت اور فیضان نظر سے پروان چڑھے ہیں۔ فطرتاً ان چیزوں کے علاوہ کی توقع اس سے کہاں کی جاسکتی تھی، لیکن بایں ہمہ ان کا دعوائے اسلام ہمارے لئے سامان صد حیرت ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے معذور ہیں، کہ جس دین کا ماضی ان کے بقول اس قدر تاریک اور عبرتناک ہے، اس کے نام کے استعمال کا تکلف کیوں فرمایا جاتا ہے۔ گویا ادارہ تحقیقات اور اس کے ارباب "فکر و نظر" کا اسلام بھی بی تمیزہ کا وضو ہے۔ کہ عقل الہٰی کو عام انسانی بصیرت کی سطح پر لاؤ، لیکن اسلام میں فرق نہیں آئے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریح اور قانون سازی کے مقام سے معزول کرو، وہ تب بھی باقی رہے گا، قرآن و سنت کے فیصلوں پر "وقتی اور ہنگامی" منطق کے رندے چلاؤ، نصوص کا مذاق اڑاؤ، جس حکم کو چاہو منسوخ کر ڈالو، اور شوق سے مسلمان کہلاؤ، مغربی مفکرین کے کہنے پر اسلام کی تعبیر بدل ڈالو، کتاب خداوندی کو الٹ معنی پہناؤ، اسلام کے ہر مسئلہ کو استشراقی دوربین سے دیکھو لیکن اسلام پھر اسلام رہے گا۔ "روایتی"، "اساطیری"، "قدامت پرستی"، "روایت پسندی" قسم کی مہذب "گالیاں" اسلام کو سناؤ، تمام اسلامی عقاید کو "خوش اعتقادی، توہم پرستی اور عیسائیت سے درآمد" قرار دو مگر یہ یقین

بھی رکھو کہ اسلام محفوظ رہے گا —— امت مسلمہ کی پوری تاریخ پر طعنہ زنی کرو، امت کے اعمال، امت کے عقائد، اور امت کے اجماعی فیصلوں کو ایک ایک کرکے جھٹلاتے رہو، اور ساتھ ہی ساتھ اسلامی قانون مرتب کرنے کا اعلان بھی کرتے جاؤ، امت مسلمہ کے محدثین پر معاصرانہ واقعات کو ذات نبوی سے خواہ مخواہ منسوب کر ڈالنے کی تہمت تراشی کرو، اور ان پر تاریخ سازی کا الزام لگاؤ، فقہائے امت پر ذاتی آراء یہودی روایات، بازنطینی نظام، اور ایرانی معاملات کو شریعت بنا دینے کا بہتان باندھو، امام شافعیؒ سے لیکر مجدد الف ثانی تک تمام مشاہیر اسلام پر انسانیت سے روگردانی اور اسلام پر ظلم کا الزام لگاؤ، لیکن فرض کرو کہ اسلام کا بال بیکا نہ ہوگا، دین اسلام کے ایک ایک شعبہ کو قرون وسطی کی پیداوار اور عہد وسطی کے فقہاء کی رنگ آمیزی ثابت کرو، لیکن مجال نہیں کہ اسلام ٹوٹ جائے۔ حدود اللہ کا انکار کرو، زکوٰۃ کو ٹیکس بتلاؤ، سود اور شراب کی حلت کے فتوے صادر کرو، اور ارشادات نبوت کو اٹکل بے جوڑ، اور مصنوعی بتلاؤ، لیکن فرض کرو کہ اسلام بدستور رہے گا، گویا ؎ رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

ادارۂ تحقیقات کی "تحقیق منطق" کو اگر ایک لمحہ کیلئے تسلیم کرلیا جائے، تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوگا، کہ اسلام ہر اعتبار سے صفر ہے۔ معاذ اللہ، موجودہ دور کے لئے خدا اور رسول کا کوئی قطعی حکم نہیں، جسے من وعن سر آنکھوں پر رکھا جائے، اسلامی ذخیرہ میں کوئی عقیدہ اور عمل ایسا نہیں جسے قطعی اور یقینی کہا جاسکے، بلکہ کل اسلامی سرمایہ ظنون واوہام کا ڈھیر ہے، جسے موجودہ دور کے متجددین چھان پھٹک کر اس میں سے اپنے حسب حال کچھ اجزاء کا انتخاب کرلیں گے، اور ان پر نئے جزلیات کی عمارت استوار کی جائے گی، یہ ٹھیک وہی نظریہ ہے جس پر لسان الحکمت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل تنقید فرمائی ہے:

بالجملہ در دست ما ہیچ چیز از شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نوع اول نباشد، و امت بظنون خودہا عمل کند، و ثبوت عمل بہ مظنون در جزئیات شریعت ثابت نیست الا باجماع طبقۂ اولی، پس آں نیز متحقق نباشد، پس ہیچکس الیوم مکلف بحکم شرعی نیست۔ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علی ہذہ العقیدۃ الباطلۃ۔ (ازالۃ الخفاء ۲ ص، ۱۰۲ طبع جدید)

حاصل یہ کہ اس صورت میں ہمارے ہاتھ میں شریعت محمدیہ کی نوع اول (یعنی علوم یقینیہ) کی کوئی چیز نہیں رہتی، اور امت اپنے ظنون پر عمل پیرا رہے گی، اور جزئیات شرعیہ میں ظن پر عمل کرنا بھی طبقۂ اولی کے اجماع سے ہی ثابت ہے، جب اجماع ثابت نہ ہوا تو یہ بھی ثابت نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوگا، کہ آج کوئی شخص بھی کسی شرعی حکم کا مکلف نہیں ہے ... اس عقیدہ باطلہ پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت۔

۱۰۔ حرفِ آخر

آخر میں ایک تلخ حقیقت کا اظہار ضروری ہے، وہ یہ کہ ادارۂ تحقیقات کے مفکرین نے کئی جگہ یہ دھمکی بھی دی ہے، کہ اگر قرآن وسنت اور دین وشریعت میں تغیر وتبدل کی اجازت نہ دی گئی، تو اسلامی حکومتیں ٹرکی کی طرح مذہب کو قانونی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گی، اور ہم اسلام کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ (ملاحظہ ہو فکر ونظر ج ۲ ش ۴ ص ۲۳۵) ودیگر مقامات۔

ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجئے، کہ اگر آپ نے شریعت مطہرہ کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے اور قرآن وسنت کے نصوص قطعیہ کو تبدیل کر دینے ہی کا فیصلہ کر لیا ہے تو اطمینان رکھئے، آپ کو لامذہبیت کے باقاعدہ اعلان کے تکلف کی کچھ حاجت نہیں، اس نظریہ کو اپنا لینے کے بعد بغیر کسی قسم کا اعلان کئے آپ کو وہ نعمت مل جاتی ہے، جس کے آپ دل وزبان سے خواستگار ہیں، پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ اسلام کو ایسے خود غرض، مفاد پسند اور مطلب پرستوں کی ضرورت بھی کہاں ہے، جو محض اس بنیاد پر ترکِ مذہب کے لئے بے چین ہو جاتے ہوں، کہ مذہب ان کی خود روی اور خود رائی پر قدغن کیوں لگاتا ہے۔ البتہ ہم اتنا ضرور عرض کریں گے، اگر تم اسلام کا نام باقی رکھ کر اسلام کے مفہوم اور اسکی صحیح تعلیمات کو بدل ڈالو گے، تو اپنی ذات اور اسلام دونوں پر ظلم کرو گے، اور اگر ترکِ مذہب کا راستہ اختیار کرو گے تو اس ظلم کا تعلق تنہا تمہاری ذات سے ہوگا، ہمارے خیال میں آپ کیلئے دوہرے ظلم کی نسبت اکہرے ظلم کا برداشت کر لینا آسان ہوگا۔

حاصل یہ کہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ کی موجودہ روش ان الفاظ کی مصداق ہے، جو لسان الحکمت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "زنادقہ جاہلیت" کے بارے میں لکھے ہیں:

"والزنادقة يجبلون على العنهم الابتر لا يستطيعون التحقيق التام الذي قصده صاحب الملة ولا يقلدونه ولا يسلمونه فيما اخبر۔ فهم في ريبهم يترددون على خوف من ملتهم، والناس ينكرون عليهم ويرونهم خارجين من الدين، خالعين ربقة الملة عن اعناقهم، واذا كان الامر على ما ذكرنا من الانكار وقبح الحال نغرو جهم لا يعتبر (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۱۲۵۔ منیریہ)

ترجمہ:۔ اور زندیق لوگ فطرۃً "فہم ناقص" رکھتے ہیں، وہ اس امر کی پوری تحقیق نہیں کر پاتے جو صاحبِ ملت کا مقصود ہوتا ہے، نہ وہ صاحبِ ملت کی تقلید کرتے ہیں، نہ ان امور کو تسلیم کرتے ہیں جن کی خبر

صاحب ملت نے دی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے شکوک وشبہات میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ وہ اپنے ماحول کے لوگوں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ (اس لئے کھل کر انکار دین کی جرأت نہیں کرتے) اور لوگ ان کو برا جانتے ہیں۔ اور دین سے خارج سمجھتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے مذہب کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے، اور جب ان کے انکار، اور بدحالی کا معاملہ اس نقطہ پر پہنچا ہوا ہے، جو ہم نے بیان کیا، تو ان لوگوں کا دین سے خارج ہو جانا قطعاً معروف ہیں۔

یہ عبارت ہر دور کے ملحدین اور زندیقوں کے طرز عمل، طرز تحقیق، طرز فکر اور انداز اصلاح پر بہترین تبصرہ ہے۔۔۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ آئینہ میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ارباب فکر و نظر کی اصل شکل وصورت پوری طرح عکس پذیر ہے۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ادارہ اپنی اور اپنے ادارتی احباب کی بدترین شکل اس آئینے میں دیکھ کر اصلاح کی کوئی فکر کرے گا۔؟ یا سیاہ فام حبشی کیطرح اس آئینے ہی کو پھینک ڈالنے پر قناعت کرے گا۔ حق تعالےٰ اسلام کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔۔۔۔۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔۔۔۔۔

الحق کی ایجنسیاں

منظفر گڑھ میں ۔۔۔ محمد عمر صاحب نزد جامع مسجد تھلہ والی خان گڑھ ضلع منظفر گڑھ

حیدرآباد میں ۔۔۔ محمد امان اللہ حزیں گھاس مارکیٹ حیدرآباد

بلوچستان میں ۔۔۔ وزیر محمد شارع مسجد سبی۔ بلوچستان

لاہور میں ۔۔۔ کاشانۂ ادب کچہری روڈ انارکلی ۔۔۔ شمس الدین یک سیلز مسلم مسجد انارکلی لاہور

میانوالی میں ۔۔۔ اعظم بک ڈپو اردو بازار بھکر ضلع میانوالی

نوشہرہ میں ۔۔۔ حمید نیوز ایجنسی جی۔ٹی۔ ایس اڈہ ۔۔۔ جمال دواخانہ بازار زرگراں نوشہرہ

شکارپور میں ۔۔۔ غلام قادر ڈھک بازار شکارپور سندھ

کراچی میں ۔۔۔ عوامی کتب خانہ بندر روڈ کراچی ۲

راولپنڈی میں ۔۔۔ صوفی بشیر احمد جامع مسجد ڈھوک روڈ راولپنڈی صدر

بنوں میں ۔۔۔ ماسٹر جمال الدین مسجد شہید بابا۔ بنوں

پشاور میں ۔۔۔ افضل نیوز ایجنسی چوک یادگار پشاور شہر

انگلینڈ میں ۔۔۔ مولانا فخر الدین صاحب۔ برمنگھم ۔۔۔ اے۔ کے راؤ انٹرنیشنل تبلیغی مشن

روڈیشیا میں ۔۔۔ مولانا بہادر ایر بلاویو